السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی مسلمان کسی داراالحرب کا باشندہ (مستامن نہیں) اور کمپنی حربیوں ہی کی ہوتو کیا اس صورت میں مسلمانوں کےلئے جائز ہوگا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کوئی مسلمان دار لحرب کا باشندہ ہواور کمپنی حربیوں ہی کی ہوتو بھی یہ معاملہ مسلمان کےلئے ناجائز ہی رہے گاایک مسلمان کےلئے خواہ وہ دارالاسلام کا باشندہ ہواوردارا لحرب میں مستامن ومعاہد کی حیثیت سے ہویا دارا لحرب ہی کا باشندہ ہو بہر حال اس کا جس طردارالاسلام میں کسی مسلمان سے سودی معاملہ کرنا اور سودلینا اوردینا جائز نہیں ہے اس طرح حربی سے بھی خواہ وہ دارا لحرب میں ہویا داراسلام میں مستامن کی حیثیت سے ہو بہر صورت اس کا حربی سے ربوی معاملہ کرنا اور سودلینا حرام ہے کتاب اللہ اوروسنت اس بارے میں داراالحرب اوردارالاسلام یاحربی اور غیر حربی کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے بلکہ ربوا کو مطلقا حرام کردیا ہے اورایک مسلمان کےلئے ربوی معاملہ کوخواہ وہ کہیں بھی اور کسی سے بھی یہ معاملہ کرنا چاہے بہر حال حرام قرادیا ہے ۔

علامہ ابن عابدین شامی نے حاشیہ درمختار(249/3) میں سوکر دیابیمہ کے معاملہ میں جو تفصیل اورفرق کیا ہے کہ اگر سوکرہ کا معاملہ حربی مستامن سے درالاسلام میں ناجائز ہے پس ناگہانی آفت سے.بیمہ شدہ مال تلف ہوجانے کی صورت میں اس مستامن حربی سے.بیمہ دار مسلمان کےلئےاپنے تلف شدہ مال کا معاوضہ جائز نہیں ہوگا۔ لانہ لایحل لمسلم ان یتعاقد فی دار الاسلام مع المستامن شئ لایلزمہ شرعا لانہ فیہ التزام مالزم (دارالاسلام کا باشندہ ہویا دالحرب کا) اگروہ سوکرہ (انشورنس) کا معاملہ حربی سے دالحرب میں کرے تو یہ معاملہ جائزاوردست ہوگا اوراس صورت میں اس مسلمان.بیمہ دار کےلئے اس حربی سےاپنے تلف شدہ مال کا معاوضہ لینا جائز ہوگا۔ لانہ اخذمال حربی برضاہ دون غدر ولاخیانة ولیس بعقد فاسد معقود فی دارالاسلام حتی یکون خاضعا لاحکامنا

اس فرق و تفصیل پر کتاب اللہ وسنت سے کوئی دلیل نہیں ہے اس فرق کی اساس وبنیاد صرف یہ خیال ہے کہ خاص دارالحرب میں رہنے الے حربیوں کی اموال غیر معصوم ہیں تووہاں سود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس بیان کردہ وجہ فرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت ربوا کے تحقق کےلئے مال کا معصوم ہونا شرط ہے اورجب یہ شرط حربی اموال میں متحقق وموجود نہیں ہے تووہاں حقیقت ربوا بھی متحقق نہیں ہوگی لیکن یہ دعوی اورفرق کی یہ توجیہ و تعلیل کسی نص شرعی سے ثابت نہیں ہے قرآن کریم اوراحادیث نبویہ نے ربوا کے تحقق کےلئے اموال کے معصوم ہونے کی شرط نہیں لگائی بلکہ اموال غیر معصومہ میں جو ربوی کاروبار ہوتا ہے اورجسے خالص حربی کیا کرتے تھے اس کو بھی ربوا کہا اوراس ربوا کو بھی حرام قراردیا ہے آیت : الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ سورة البقرہ : 275

کویکساں سمجھ کر ربوی کاروبار اورسودی بن دین کیا کرتے تھے اس آیت نے غیر مسلموں کے ربوی معاملہ کوجووہ اموال غیر معصومہ میں کرتے تھے ربوا کہا ہے اوراس کا کاروبار کرنے والوں کوعذاب آخرت کی دھمکی دی ہے ۔ معلوم ہواکہ ربوالفضل جس کو قرآن نے حرام قرادیا ہے جس طرح مال معصوم میں حرام ہے ٹھیک اسی طرح مال غیر معصوم میں بھی حرام ہے اورمشہور حدیث : ''کل ربا کان فی الجاہلیة فہو موضوع وأول ربا موضوع ربا العباس بن عبدالمطلب سے تو یہ صراحۃثابت ہوتا ہے ۔

کاربوی معاملہ بھی تھا۔ ان سب کوآں ربا کے تحقق کےلئے اموال معصوم ہونے کی شرط غلط ہے اس لئے کہ جاہلیت کے ربوی معالے میں جو غیر مسلمون نےاپنے خالص غیر معصوم اموال میں کئے تھے جن میں جضرت عباس حضرت ﷺ نے ربوا قراردے دیا ہے ۔ معلوم ہواکہ ربوا کے پائے جانے کےلئے مال کے معصوم ہونے کی شرط وقید بے اصل وبے بنیاد ہے ۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مسلم معاہد داراالحرب کا باشندہ بھی اگر داراالحرب میں حربی سے اس کی رضامندی سے سہی کوئی بھی ربوی معاملہ کرے تو وہ حرام کام کا مرتکب ہوگا اوراگر اس حربی سے سود کی رقم لے لے توسودخوار ہوگا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب البیوع

صفحہ نمبر 353